ا۔ حضرت عائشہؓ

سیّد سلیمان ندوی

پہلی بات : اسلامی تاریخ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں کی زندگیوں اور ان کے کارناموں کو نہایت اہمیت حاصل ہے۔ ایسے ہی آپؐ کی اُمہات المومنینؓ نے بھی اسلام کے فروغ اور اُمت کی بھلائی کے لیے سخت دشواریوں کا سامنا کیا۔ اسلام کی خاطر تکلیفیں برداشت کیں۔ ان کی فیاضیوں اور سخاوتوں سے مسلمانوں کو تقویت حاصل ہوئی۔ ان کی تعلیمات سے عورتوں میں دینی شعور پیدا ہوا اور قرآن کی تعلیم عورتوں میں عام ہوئیں۔ اُمہات المومنینؓ نے آپؐ سے کثیر تعداد میں احادیث سنی رکھی تھیں جو کتبِ احادیث میں محفوظ ہیں۔ ان نیک سیرت صحابیاتؓ میں حضرت عائشہؓ کا بھی شمار ہوتا ہے۔ ذیل کے سبق میں ان کے حالاتِ زندگی پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

جان پہچان : سیّد سلیمان ندوی ۲۲؍نومبر ۱۸۸۴ء کو دیسنہ (بہار) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم انھوں نے سماجی روایت کے مطابق گھر پر حاصل کی پھر بہار کے مختلف مدرسوں میں داخل کیے گئے۔ اسی زمانے میں لکھنؤ میں دارالعلوم ندوۃ العلماء کا قیام ہوا۔ سیّد سلیمان نے ۱۹۰۱ء میں یہاں داخلہ لے لیا اور کئی علوم میں دسترس حاصل کی۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد وہ مولانا ابوالکلام آزاد کے اخبار ’الہلال‘ میں ادارت کرنے لگے۔ پھر کسی وجہ سے یہ ملازمت چھوڑ کر وہ پونہ (مہاراشٹر) چلے آئے جہاں واڈیا کالج میں انھیں فارسی کا استاد مقرر کیا گیا۔ یہیں انھوں نے عبرانی اور انگریزی زبانوں میں استعداد پیدا کی۔ مولانا شبلی کے اصرار پر سیّد سلیمان ندوی نے اعظم گڑھ میں شبلی کے قائم کردہ ادارے ’دارالمصنّفین‘ کی ذمہ داری سنبھالی۔ ۲۲؍نومبر ۱۹۵۳ء کو ۶۹؍سال کی عمر میں ان کا کراچی میں انتقال ہوا۔

یہ مضمون سیّد سلیمان ندوی کی کتاب ’سیرتِ عائشہؓ‘ سے لیا گیا ہے۔ اس میں اُمّ المومنین حضرت عائشہؓ کی سیرت و کردار کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

حضرت عائشہؓ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بیوی تھیں۔ اس لیے آپ اُمّ المومنین یعنی مسلمانوں کی ماں کہلاتی ہیں۔ صدّیقہ اور حُمَیرہ آپؓ کے القاب تھے۔

حضرت عائشہؓ ہمارے نبیؐ کے پیارے دوست حضرت ابوبکر صدّیقؓ کی صاحبزادی تھیں۔ وہ بے حد ذہین اور حاضر جواب تھیں۔ ان کا حافظہ بہت اچھا تھا۔ انھیں بہت سے اشعار یاد تھے جن کو مناسب موقعوں پر وہ پڑھا کرتی تھیں۔ مذہبی علوم کے علاوہ تاریخ اور ادب میں بھی وہ ماہر تھیں۔ انھیں شب و روز حضورؐ کی صحبت میسّر تھی۔ علم و حکمت کے بیسیوں مسئلے کان میں پڑتے تھے۔ ان کے علاوہ خود حضرت عائشہؓ کی عادت یہ تھی کہ ہر مسئلے کو آنحضرتؐ کے سامنے پیش کر دیتی تھیں اور جب تک تسلّی نہ ہوتی، خاموش نہ بیٹھتیں۔

ایک دفعہ کسی نے حضرت عائشہؓ کی کوئی چیز چُرائی۔ انھوں نے اس کو بددعا دی۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا، ’’بددعا دے کر اپنا ثواب اور اُس کا گناہ کم نہ کرو۔‘‘ عام طور پر لوگ معمولی گناہوں کی پروا نہیں کرتے۔ حضورؐ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا، ’’عائشہ! معمولی گناہوں سے بھی بچا کرو۔‘‘

اَخلاقی حیثیت سے بھی حضرت عائشہؓ کا بہت بلند مرتبہ تھا۔ وہ کبھی کسی کی غیبت نہیں کرتی تھیں، نہ کبھی کسی کی بُرائی کرتی تھیں۔ وہ نہایت خود دار تھیں۔ شجاعت اور دلیری بھی ان کا جوہر تھا۔ وہ بے حد سخی تھیں۔ ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہؓ نے ان کی

خدمت میں ایک لاکھ درہم بھیجے۔ حضرت عائشہؓ نے شام ہوتے ہوتے سب خیرات کر دیے اور اپنے لیے کچھ نہ رکھا۔ اتفّاق سے اس دن روزہ تھا۔ خادمہ نے عرض کیا، ''افطار کے لیے کچھ نہیں ہے۔'' فرمایا، ''پہلے کیوں نہ یاد دلایا۔''

حضرت عائشہؓ غلاموں پر بہت شفقت کرتی تھیں۔ وہ انھیں خرید کر آزاد کر دیا کرتیں۔ وہ خاندان کے لڑکے لڑکیوں اور شہر کے یتیم بچوں کو گود لے لیتیں۔ اُن کی تعلیم و تربیت کرتیں اور اُن کی شادی بیاہ کے فرائض انجام دیتی تھیں۔

حضرت عائشہؓ کو آنحضرتؐ سے بے پناہ محبّت تھی۔ آپؐ کا ہر کام وہ اپنے ہاتھوں سے انجام دیتیں۔ آٹا خود پیستیں، کھانا خود پکاتیں، آپؐ کے کپڑے اپنے ہاتھ سے دھوتی تھیں۔ آنحضرتؐ بھی بی بی عائشہؓ سے بہت محبّت رکھتے تھے۔ آپؐ ان کو خوش رکھنے کی ہر طرح کوشش کرتے۔ ایک دفعہ کی بات ہے، عید کا دن تھا۔ کچھ لوگ عید کی خوشی میں نیزے ہِلا ہِلا کر پہلوانی کے کرتب دِکھا رہے تھے۔ حضرت عائشہؓ نے یہ تماشا دیکھنا چاہا۔ حضورؐ آگے کھڑے ہو گئے اور بی بی عائشہؓ پیچھے کھڑی ہو کر تماشا دیکھنے لگیں۔ جب تک وہ خود تھک کر ہٹ نہ گئیں حضورؐ برابر اوٹ کیے کھڑے رہے۔

حضرت عائشہؓ بے حد قانع تھیں۔ ان کے گھر کی کُل کائنات ایک چارپائی، ایک تپائی، ایک بستر اور ایک تکیہ، آٹا اور کھجور رکھنے کے لیے دو مٹکے، پانی کا ایک برتن اور پانی پینے کے لیے ایک پیالے سے زیادہ نہ تھی۔ زندگی فقر و فاقہ سے بسر ہوتی تھی لیکن وہ کبھی شکایت کا ایک حرف زبان پر نہ لاتیں۔

آنحضرتؐ کی وفات کے بعد حضرت عائشہؓ کئی برس تک زندہ رہیں۔ بیوگی کے زمانے میں اُن کی زندگی کا مقصد قرآن و حدیث کی تعلیم تھا۔ لڑکے، عورتیں اور جن مردوں کا حضرت عائشہؓ سے پردہ نہ تھا، وہ حجرے کے اندر آ کر مجلس میں بیٹھتے تھے۔ لوگ سوالات کرتے، یہ قرآن و حدیث سے جوابات دیتیں۔ ہر سال حج کو جاتی تھیں۔

عورتوں پر بی بی عائشہ کا سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ انھوں نے دنیا کو بتا دیا کہ ایک عورت اُمت کی بھلائی کے لیے پند و اصلاح کر سکتی ہے۔ وہ علمی، مذہبی اور سیاسی کام بجا لا سکتی ہے۔ عورت کو جو ذلیل سمجھتے، اُمّ المومنین اُن سے سخت برہم ہوتی تھیں۔

علمی کمالات، دینی خدمات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات و ارشادات کو عام لوگوں تک پہنچانے میں حضرت عائشہؓ کا کوئی مقابل نہیں۔

معنی و اشارات

القاب	لقب کی جمع، وہ نام جو کسی خاصیت کی وجہ سے لوگوں نے رکھ دیا ہو	Title
حاضر جواب	فوراً جواب دینے والا	Witful
حافظہ	یادداشت	Memory
میسر	حاصل	Available
بیسیوں	مراد بہت زیادہ	Umpteen
جوہر	خصوصیت	Characteristic
قانع	قناعت کرنے والا	Content person
کائنات	مراد گھر کا سارا ساز و سامان	Universe
فقر و فاقہ	بھوکا رہنا	Poverty and hunger
حرف زبان پر نہ لانا	کچھ نہ کہنا	To not argue, accept wholly
بیوگی	بیوہ عورت کی زندگی کا زمانہ	Widowhood
حجرے	حجرہ کا جمع، کمرے	Rooms
اُمت	پوری مسلم قوم	Nation
مقابل	مقابلہ کرنے والا	Contender

- حضرت عائشہؓ کو اُمّ المومنین کہنے کی وجہ بیان کیجیے۔
- حضرت عائشہؓ کی چند غیر معمولی خصوصیات لکھیے۔
- کوئی ایسا واقعہ لکھیے جس سے پتا چلے کہ حضورؐ عائشہؓ کو ہر طرح خوش رکھنے کی کوشش کرتے تھے۔
- حضرت عائشہؓ کے گھر میں پائی جانے والی چند چیزوں کے نام لکھیے۔
- درج ذیل الفاظ کے واحد جمع لکھیے۔

واحد	جمع
ا۔ علم	....
۲۔	اشعار
۳۔ حکم	....
۴۔	اعمال
۵۔ صحابی	....

- درج ذیل کاموں کو مناسب خانے میں لکھیے۔

ا۔ کسی کو بددعا دینا ۲۔ اپنے کام خود کرنا
۳۔ قناعت کے ساتھ زندگی گزارنا
۴۔ لوگوں کی غیبت کرنا
۵۔ معمولی گناہوں سے بھی بچنا
۶۔ علم حاصل کرنا ۷۔ لوگوں کو اچھی باتیں بتانا
۸۔ کسی کی جھوٹی تعریف کرنا

پسندیدہ کام	ناپسندیدہ کام

- ذیل کے الفاظ کے مؤنث بنائیے۔

صحابی ، لڑکا ، خادم ، بچہ

- سبق کے مطابق خالی جگہیں پُر کیجیے۔

ا۔ صدّیقہ اور................ آپؐ کے القاب تھے۔
۲۔ ان کی زندگی کا مقصد................ کی تعلیم تھا۔
۳۔ عورت اُمّت کی بھلائی کے لیے .... کرسکتی ہے۔
۴۔ تعلیمات و ارشادات کو عام لوگوں تک پہنچانے میں حضرت عائشہؓ کا کوئی .... نہیں۔

- سبق کی مدد سے ویب خاکہ مکمل کیجیے۔

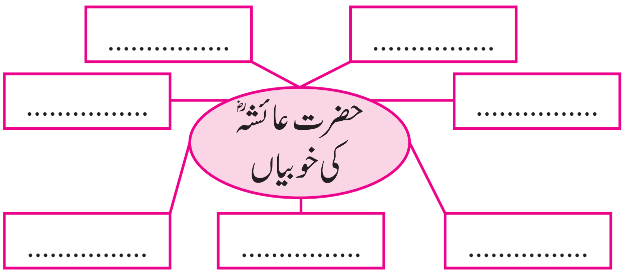

- دیے ہوئے لفظوں کے واحد لکھیے۔

کمالات	خدمات	تعلیمات	ارشادات
....	....	....	....

مشہور صحافی خشونت سنگھ نے ایک انٹرویو میں کہا تھا، ''میں ٹی وی دیکھنے کے خلاف ہوں۔ ممبئی میں میرے مکان میں ایک ٹی وی سیٹ تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ میں کسی بھی دوسری چیز پر اپنے ذہن کو لگا نہیں پاتا تھا۔ میں بس ٹی وی کا بٹن دبا دیتا اور جو کچھ اس پر آتا اسے دیکھتا رہتا، خواہ وہ کتنا ہی بے معنی کیوں نہ ہو۔ اس لیے میں نے اسے نکال دیا کیونکہ میں لکھنے پڑھنے کو زیادہ پسند کرتا ہوں۔''

خشونت سنگھ نے اس معاملے میں جو کچھ کیا اسے 'ترجیح' کہا جاتا ہے۔ ترجیح کا یہ اصول کسی بامقصد انسان کے لیے انتہائی ضروری ہے۔ اگر آپ کے سامنے ایک مقصد ہو تو آپ کو لازماً یہ کرنا پڑے گا کہ آپ اصل مقصد کے سوا دوسری تمام چیزوں میں اپنی دلچسپی ختم کردیں۔ اپنی توجہ کو دوسری سمتوں سے ہٹا کر صرف مقصد کے رُخ پر لگا دیں۔ یہ کامیابی کی لازمی شرط ہے۔